

دل کا معاملہ

جانے اور بروقت ادویات لانے کا خوب اہتمام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شادی کے دو سال بعد یہ خوشخبری عطا فرمائی تھی، سودوںوں ہی اپنے بچے کے لیے بہت حسas تھے۔

”جبی دوا میں کوئی ناخنیں کرتی۔“

”میں سوچ رہا ہوں کل ہی امی کو بلوایتا ہوں، تمہاری طبیعت بھیک نہیں لگ رہی۔“

”ابھی تو چھٹا مہینہ ہے، خونخواہ امی تگ ہوں گی۔“

”وہ گھر پر ہوں گی تو مجھے تسلی رہے گی، ورنہ دفتر میں بھی وہیان تمہاری طرف ہی رہتا ہے۔“

”بھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔“

سو نیا کو اندازہ تھا کہ اس کی حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے۔ سب سے زیادہ مسئلہ تو سانس پھولنے کا تھا، اور ابھی جو حالات اس کی ہوئی تھی وہ اندر سے دل گئی تھی۔ اچھا ہے ساس امی آجائیں گی تو دل بہلا رہے گا۔ سمجھ دار اور تجربے کاریں، اچھے مشورے ہی دیں گی۔

”آپ سو جائیں، صحیح دفتر بھی جانا ہے، میری طبیعت

اس کی رنگت بیلی پر گئی تھی اور پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔ نبیل نے اسے تھام کر کرسی پر بٹھا دیا۔

”کیا ہوا ہے سو نیا؟“ اس

نے پانی گلاں میں انڈ میلتے ہوئے اپنا سوال دھرا دیا۔

”مجھے سانس نہیں آ رہا تھا۔“ سو نیا کمشکل بولی۔ اب

”اپتال چلیں؟“ **ڈاکٹر زبیدہ شفیلیں - بہاول پور**

سو نیا نے لفڑی میں سرہلا دیا۔ ”اب بہتر ہوں۔“

”تم لیٹ جاؤ، میں جاگ رہا ہوں۔“

”نہیں، میں لیٹ نہیں سکتی، میرا سانس بند ہو جائے گا۔“

”تم نے کوئی ڈراؤن خواب تو نہیں دیکھا۔“

”نہیں، میں تو آرام سے سورہی تھی۔“

”تم دوائیں باقاعدگی سے لے رہی ہو نا؟“

سو نیا امید سے تھی اور نبیل اسے ڈاکٹر کے پاس لے

رات کا دوسرا پھر تھا جب اچانک سو نیا گھبرا کر انھے کھڑی ہوئی۔

ایک ہاتھ سینے پر رکھے اس نے دوسرے ہاتھ سے کمرے کی کھڑکی کھولی اور منہ کھول کر لے لے سانس لینے لگی۔ اسے کمرے میں شدید گھٹمن محسوس ہو رہی تھی اور نیند میں بھی احساس تھا کہ اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے۔ اسی اثنائیں اس کا شوہر نبیل بھی جاگ گیا:

”کیا ہوا سو نیا! کھڑکی کھول کر کیوں کھڑی ہو؟“

سو نیا نے جواب دینے کی کوشش کی مگر انھیں تک سانس اعتدال پر نہیں آیا تھا۔ نبیل انھکر اس کے قریب آیا تو اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔

ٹھیک ہے اب۔“

”تم یونہی کری پر بیٹھی رہو گی؟“

”میں بیہاں ٹھیک ہوں۔“

”بیٹھنا ہی ہے نا تو بستر پر بیٹھ جاؤ، میں لینے پر اصرار نہیں کروں گا۔“

نبیل نے تین چار تکے اوپر تلے رکھ دیے جن کے سہارے سو نیا بیٹھ گئی۔

یہ کری پر بیٹھنے کی نسبت آرام دھتا۔

نبیل تو جلد ہی سو گیا مگر سو نیا کی آنکھوں میں نیند نہ اتری۔ پاؤں پر نظر پڑی تو اسے سجن پہلے سے زیادہ لگی۔

”پتا نہیں کیا مسلسلہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر نے تو تسلی وی تھی۔“

اسے یاد آیا کہ جب وہ پہلی بار ڈاکٹر کے پاس گئی تو شرم کے مارے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

”بتابعیں کیا مسئلہ ہے؟“

”میرا دل گھرا تاہے، متی ہوتی ہے اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔“ شفیق ہی ڈاکٹر مکار دیں۔

”کتنے دن اوپر ہوئے ہیں؟“

وہ ٹپٹا گئی۔ ”آپ کو کیسے پتا چلا؟“

”بس ہمیں پتا چل جاتا ہے۔“ زمی سے کہہ کر انہوں نے سو نیا کا معائنہ کیا۔ کچھ سوالات کیے، بدایات دیں اور سو نیا نے تھیہ کیا کہ انہی ڈاکٹر کے پاس باقاعدگی سے جائے گی۔ گزشتہ دو ماہ سے وہ جب بھی ڈاکٹر کے پاس جاتی ایک ہی شکایت کرتی۔

”میرا سانس جلدی پھول جاتا ہے۔ سیرھیاں چڑھ کر چھپتے پر جاؤں تو مجھے کچھ دیر بیٹھ کر سانس بحال کرنا پڑتا ہے، ایسے میں دل بھی زور زور سے دھر کرتا ہے۔“

”یہ عالمیں حامل خواتین میں نظر آتی ہیں، آپ کو زیادہ محسوس ہو رہا ہے کیونکہ آپ میں خون کی بھی کی ہے۔ آئین کی گولیوں سے خون کی کپڑی پوری ہو جائے گی تو سانس بھی بہتر ہو جائے گا۔“

اب معمول کا چیک اپ تو دس دن بعد ہونا تھا ملاری بھی جو حالت ہوئی تھی اس سے سو نیا ذرگی تھی۔

”صحیح ہی چیک اپ کرواتی ہوں۔“ اس نے ارادہ باندھا۔ ”ایسے تو دمہ والے مریض سانس لیتے ہیں منہ کھول کر زور زور سے۔“

اسے اپنی ایک رشته دار خاتون یاد آگئیں جن کے

پرس میں ہمیشہ نہیں رہتا تھا۔

☆.....☆

ڈاکٹرنی نے پوری توجہ اور تسلی سے سو نیا کی بات سنی۔
نہیں اور دل کی دھڑکن چیک کی پھر نہیں سے کہا: ”میرا مشورہ ہے کہ انہیں ماہر امراض قلب کو دکھالیں۔“

”مگر مجھے دل کا کوئی مسئلہ نہیں۔“
سو نیا فوراً بولی۔ نہیں کے پھرے پر بھی پریشانی کے تاثرات اپھرے۔

”بعض اوقات دل کے مسئلے کا پہلی بار دورانِ حمل ہی پتا چلتا ہے۔“

”ڈاکٹر صاحب! کیا زیادہ مسئلہ ہے؟“
نبیل نے سوال کیا۔

”دل کا ایک والو (Valve) بند ہو رہا ہے۔“ کمل تفصیل تو دل والے ڈاکٹر ہی بتا سکیں گے، آپ ان کو چیک کرو اکر میرے پاس روپورٹ لے آئیں۔
”جی بہتر۔“ وہ انھوں نے ہوئے۔

☆.....☆

اگلے دن وہ دونوں دوبارہ انہی ڈاکٹر صاحب کے سامنے بیٹھے تھے۔ انہوں نے روپورٹ پڑھی اور گویا ہوئیں: ”میرا خیال ٹھیک تھا آپ کے والو کا ہی مسئلہ ہے۔“
وہ سوالی نظر وہی سے ان کی جانب متوجہ تھے۔

”ہمارے دل کے چار خانے ہوتے ہیں، ان کے درمیان جو راست ہے وہاں والو ہوتے ہیں جو خون کی آمد و رفت کو ایک خاص سُمت میں روایا رکھتے ہیں۔ آپ کے دل کے باعیں حصے کا ایک والوڈ رانگ ہو گیا ہے جس کے تیجے میں خون چھجھ طرح وہاں سے نہیں گزر پاتا اور یچھے پیچھی چڑھوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔“

”اب کیا ہو گا؟“ سو نیا پریشانی سے بولی۔

”گھبرا میں نہیں، جو دو دنیاں ان ڈاکٹرنے تجویز کی ہیں وہ میں رہیں، ہر ماہ میرے پاس چیک اپ کے لیے آئیں گی تو دل کا معائنہ بھی کروائیں گے، اللہ بہتر کرے گا۔“

”ڈاکٹر صاحب!“ نہیں نے انہیں متوجہ کیا۔ ”ہماری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں پہلے تو بھی انہیں سانس کی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیا اس مسئلے کا تعلق حمل سے ہے؟“

”نہیں نہیں، یہ حمل کی وجہ سے نہیں ہوا۔ بچپن میں بھی

کامبھی نہ کبھی گلا خراب ہو جاتا ہے، وہی جرا شیم دل کے والو پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور والو کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ سارے عمل بر سوں پر محیط ہوتا ہے۔ ان کا والو عمل میں تنگ نہیں ہوا۔ یہ مسئلے پہلے سے چل رہا تھا مگر چونکہ حمل کے دورانِ دل پر کام کا دبا دبا زیادہ بڑھ گیا تو دل اس دباؤ کو برداشت نہیں کر پایا اور علاماتِ ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ انہوں نے تفصیل سے سمجھایا۔

”اب مجھے کیا احتیاط کرنی چاہیے؟“
”آپ بھاری کام نہ کریں، خون کی کمی نہیں ہوئی چاہیے اور اپنیش سے بچنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ سب دل پر دباؤ میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔“
”جب بہتر۔“

☆.....☆

اگلے ہی دن نہیں کی والو بھی آگئیں۔ سو نیا کو ان کے آنے سے بہت تسلی محسوس ہوئی۔ انہوں نے مقتدر بھر سو نیا کا خیال رکھا۔ اس کی دل جوئی کرتی رہیں۔ ماہر امراض قلب اور ماہر امراض نسوان سے باقاعدگی سے معاونہ ہوتا رہا اور ادویات استعمال کرتے رہنے سے سو نیا کی حالت سنبھال رہی۔ اب آخری ماہ تھا۔ بھی کبھار ہاکا پھکالا درد محسوس ہوتا۔ سو نیا اور اس کی ساس کا خیال تھا کہ دل کے مسئلے کے ساتھ تو نارمل ڈیلوری نہیں ہو سکے گی۔ وہ اپنے تیس آپریشن کی تاریخ لینے ڈاکٹر کے پاس آئی تھیں، مگر ڈاکٹر صاحب نے سمجھا: ”صرف دل کے مسئلے کی وجہ سے آپریشن نہیں کیا جاتا۔“ پچھے کی پوزیشن ٹھیک ہے تو نارمل ڈیلوری کی امید ہے۔ ”صرف یہ احتیاط کرنا ہوتی ہے کہ مریضہ کو درد نہ ہو۔“ ”مگر ڈاکٹر صاحب! اور دو کے بغیر نارمل کیس کیسے ہو گا؟“ سو نیا کی ساس نے استفسار کیا۔

”اس کا حل موجود ہے۔ کمر میں نیکہ لگایا جاتا ہے جس سے درد تو ہوتے ہیں مگر مریضہ کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔“ ”کمر میں نیکہ لگایا جاتا ہے کیا لگایا جاتا ہے۔“ ”یہ اس سے مختلف ہے، اس کا مقصود نارمل ڈیلوری میں درد کو ختم کرنا ہے۔“

”جب بہتر!“

”اسپتال چوبیں گھنٹے کھلا ہے آپ کو جب درد شروع ہوں تو آجائیے گا۔“

☆.....☆

گئی：“الہی خیرا”

☆.....☆

نبیل نے بہت زندگی سے بیٹھے کے گال کو چھوڑا اور طمانیت سے سوئی ہوئی یوپی پر ایک نظر ڈالی۔ گزشتہ تین روز اس کی زندگی کے مشکل ترین دن تھے۔ سونیا زندگی اور موت کی کلکش میں بہتلا تھی۔ دوا، دعا، صدقہ، خیرات، متین! سب ہی کوششیں کی گئیں اور اللہ رب العزت کی رحمت سے وہ زندگی کی طرف لوٹ آئی۔ آج شام ہی جو سے اپتمان سے فارغ کیا گیا تھا۔

”بیلکیں رہیں، ادویات استعمال کرتی رہیں، بچے کو پانچ دو دھپلائیں، سوامیں بعد دو بارہ معائنے کے لیے آئیں۔“

”بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب!“ سونیا منون تھی۔

”ڈاکٹر صاحب! جو دل کا والوں تک ہو گیا ہے، اس کا کیا کریں؟“ نبیل نے پوچھا۔

”بھی دل کے معاملے تو دل کے ڈاکٹر ہی حل کریں گے۔“ ڈاکٹر خوش دلی سے مسکرا گئیں۔ ”سوامیں بعد آئیں گی تو اپنی تسلی کر کے آپ کو ماہرا مرض قلب کے پاس ریفر کر دیں گے۔“

☆.....☆

ڈاکٹر کے مطابق ڈلیوری کے بعد کے کچھ گھنٹے انتہائی اہم تھے۔ وقفہ و قفل سے نہ آ کر سونیا کا معافہ نہ کر جاتی۔ انتہائی نقاہت کے باوجود سونیا نے اپنے بیٹھے کو گود میں لیا، سینے سے لگایا، خوب چوما، پھر ساس کے حوالے کر دیا اور آنکھیں موند لیں۔

نبیل نے فون پر دوست احباب کو خوش خبری سنائی۔ سونیا کے والدین اور بہن بھائی بھی آپنچے۔ سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے کہ ایک مشکل مرحلہ پیغمبرت گزر گیا۔ اچانک سونیا کے سرہانے رکھی اسکرین کی سرخ تی جل انٹھی اور ٹوٹ ٹوٹ کی آواز آئنے لگی۔

اس کے دل کی دھڑکن کافی تیز ہو گئی تھی۔ نبیل بھاگم بھاگ ڈاکٹر کو بلا لایا۔ سونیا کو سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ سانس لیتے ہوئے سینے سے عجیب سی آواز آرہی تھی۔

”Pulmonary edema“

ڈاکٹر بڑا گیس اور آسیجن کی مقدار بڑھاتے ہوئے چلا گئیں: ”فوراً آئی سی یو (انتہائی گمہداشت کا دارو) شفت کریں۔“

منٹوں میں سونیا کو وہاں سے دوسرے دارو لے جایا گیا۔ کمرے میں موجود افراد کے چہروں پر سرائیگی چھا

اگلے کچھ روز سونیا نے امید و خوف کے درمیان ڈولتے گزارے۔ اسے محسوس ہوتا کہ ڈلیوری کے دوران اس کی حرکت قلب بند ہو جائے گی اور وہ اپنے بیچے کو نہیں دیکھ پائے گی۔ کبھی خوش گمان ہوتی کہ سب کچھ بھیک ہو جائے گا۔ تشویش تو اس کی ساس کو بھی تھی مگر وہ اسے تسلی دیتی رہیں۔ آخر وہ دن بھی آپنچا تب درد سے بے حال سونیا اپتال پہنچی۔

اس کی ڈاکٹر کی طرف سے پہلے ہی عمل کو بدایا تھا پھر تھیں سوائے فورا داخل کر کے طبی امدادی گئی۔ وہ سینز ڈاکٹر زکی زیر نگرانی رہی اور چند گھنٹوں بعد اہل خانہ کے سے ہوئے چہروں اور پریشان دلوں پر بیچ کی آواز نے گویا بھار کے رنگ بکھیر دیے۔

”الحمد للہ.....!“ ساس نے پوتے کی پیشانی چومی اور بیٹھے کے حوالے کر کے شکرانے کے لفٹ پڑھنے چلی گئیں۔ پکھدیر بعد سونیا کو کمرے میں شفت کر دیا گیا۔ اسے سلنڈر کے ذریعے مسلسل آسیجن دی جا رہی تھی۔ بستر کے سرہانے والی سمت اوپنچی کر دی گئی تھی اور ہاتھ سے مشک آلم دل کی دھڑکن اور خون میں آسیجن کی مقدار کو اسکرین پر ظاہر کر رہا تھا۔